اتحاد اسلامی کی تشکیل میں حج کا کردار

اُٹھ! کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے

مولانا محمد انور علی قاسمی
صدر آل انڈیا مسلم مشاورتی کونسل، دہلی

انسانیت کے نام خدا کا آخری پیغام (اسلام) آیا تو سمجھانے کے لئے تھا کہ "انّ العباد کلھم اخوۃ او کما قال ﷺ" تمام انسان ایک ہی قبیلہ اور خاندان کے مختلف افراد ہیں اور ایک ہی آدم کی اولاد ہیں، لیکن اس آخری خدائی پیغام کے وسیع تر دامن رحمت میں کتنے خوش نصیبوں کو پناہ ملی اور کتنے لوگ حرمان نصیبی کے شکار ہوئے۔ ابتدائے آفرینش سے انسانیت کی ایک طویل تاریخ ہے۔ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آقائے رحمت سرکار دوعالم ﷺ کی بعثت مبارکہ تک ہر خدائی پیغمبر نے اسی پیغام ربانی کو لوگوں تک پہونچایا اور انسانوں کے درمیان اتحاد و یگانگت کے رشتوں کو قائم رکھنے کی مسلسل تلقین کی، لیکن شیطان، جس کے بارے میں خدا کے آخری پیغام (قرآن) میں کہا گیا ہے کہ وہ انسانوں کا بدترین اور کھلا دشمن ہے، اس نے ہمیشہ حضرت انسان کو دوست نما ہمدرد بن کر بہکانے اور خدائی مرضیات کے خلاف چلانے کی اثر انگیز کوشش کی ہے اور اس کے درمیان نت نئے فتنے، فسادات وتفرقات ڈالے جس سے پوری دنیا کے انسانوں کو بار بار شرمندہ ہونا پڑا اور جب جب بھی یہ شیطانی طلسم ٹوٹا انسانوں میں محبت ویگانگت اور اتحاد واتفاق کی فطری جوت جاگی۔ جس کے نتیجے میں انسانیت نے عروج وارتقاء کے ایسے ایسے حیرت انگیز مراحل طے کئے کہ جن پر یہ صرف انسان آج تک حیران وششدر ہے بلکہ وہ عہد انسانی تاریخ کا ایک سنہری دور اور تابناک تاریخ کی حیثیت سے آج بھی اس کی گراں قدر میراث ہے تاہم مذکورہ بالا اتحاد ویگانگت کی اساس تصور الوہیت پر مرکوز ہوتی تھی جو پیغام ربانی کے ہر علمبردار نے ہر دور میں معاشرۂ انسانی کو فراہم کی اور آقائے رحمت سرکار دوعالم ﷺ تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اس تلقین کو جاری رکھا۔ معاشرۂ انسانی میں اتحاد واتفاق کا سنہری دور جب تک اس اساس پر قائم رہا انسانوں میں عہد پیمان ومروت کا چلن رہا اور پوری دنیا احکام الٰہی کی تعمیل میں امن وامان کا گہوارہ بنی رہی اور جب

جب یہ اساس تصور الوہیت وتصور وحدانیت خداوندی سے ہٹی، طرح طرح کی انار کی اور فتنے وفسادات اس دنیا میں برپا ہوئے۔

آقائے رحمت سرکار دوعالم ﷺ کی بعثت مبارکہ سے قبل کی جو منظر کشی تاریخ وتہذیب کے عالمی ماہرین نے کی ہے، وہ صرف عربوں تک محدود نہیں تھی بلکہ ساری دنیا ہی میں انسانی قدریں آخری ہچکیاں لے رہی تھیں۔ انسان میں وحشت ودرندگی عود کر آئی تھی اور عزت وشرف انسانی کا ہر پاکیزہ احساس اسکے اندر سے ختم ہو چکا تھا، مسیحی وموسوی نبوی مشن کا سحر ٹوٹ چکا تھا۔ ایسے حالات میں غیرت حق حرکت میں آئی اور انسانی صلاح وفلاح کا حتمی اور قطعی منصوبہ لے کر آخری نبیؐ برحق کا ظہور ہوا اور اس نے پھر انسانی عظمتوں اور اس کی رفعتوں پر مبنی خدا کا وہ پیغام انسانوں تک پہونچایا جو قیام قیامت تک ہر دور میں انسانی رہبری کا آخری حکم قرار پایا اور اعلان خداوندی ہوا کہ ہم نے اس آخری پیغام (اسلام) پر نسل آدم کے لئے آخری دستور حیات کی حیثیت سے اپنی مہر خوش نودی ورضا مندی ثبت کردی، اور یہی پیغام (دستور حیات) آخری پیغام ہے، جو تمام سابقہ پیغامات کو کالعدم کرتا ہے اور تمام انبیاء سابقین کی حقانیت کا اعلان کرتے ہوئے محمد عربی ﷺ کی نبوت برحق کا اعلان کرتا ہے۔

اسلام جو ایک مکمل نظام اور ضابطۂ حیات ہے، اس کے ایک ایک حکم میں اجتماعیت کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور اسی کا ایک مہتم بالشان اور آخری رکن حج بیت اللہ ہے۔ جو فرض قرار دیا گیا ہے اور جس کی ادائیگی مرکز اسلام پر جا کر ہی فرض کی گئی ہے۔ حج بیت اللہ جو بظاہر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی رفیقۂ حیات حضرت ھاجرہ علیہا السلام اور لخت جگر سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ان اداؤں کے اعادہ کا نام ہے، جنہیں حضرت حق تعالیٰ جل مجدہ کی بارگاہ ذوالجلال سے دائمی پسندیدگی کا پروانہ نصیب ہوا، جو تخلیق آدمؑ کے بعد صرف سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی خوش نصیب رفیقۂ حیات اور لخت جگر علیہم السلام کے حصے میں آیا۔ ان ہی اداؤں کے اعادہ کا نام حج بیت اللہ رکھا گیا، لیکن اس کی فرضیت مشروط کردی گئی۔ مرکز اسلام پر ان کی ادائیگی سے جو بظاہر غماز ہے حکمت الٰہی کے اس دائمی نظام اجتماعیت کا جو اس نے اپنے آخری پیغام (دستور حیات) کی ایک ایک شق میں مضمر فرمایا ہے۔ دراصل یہ عالم اسلام کے بین الاقوامی تال میل اور اس کے استحکام کے لئے بھی ناگزیر تھا تاکہ اسلام اور اسلامیان عالم کی آفاقیت کو قائم رکھا جاسکے اور اسلام کے عالمگیر پیغام کو

اثر انگیز رکھا جا سکے ۔عہد نبوت سے لیکر عہد خلافت راشدہ اور اس کے بعد صدیوں تک اسلام کے عہد زریں پر مبنی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام، جس نے تمام انسانوں کو آدم کی اولاد قرار دیکر ایک ہی حلقے کی مختلف کڑیاں اور ایک ہی قبیلے کے مختلف افراد قرار دیکر ایک رشتۂ اتحاد میں منسلک کیا تھا اور امارت وسیادت کے نام پر وہ نظام عطا کیا تھا ، اجتماعیت کے تحفظ میں بے حد اثر انگیز ثابت ہوا اور یہ سلسلہ صدیوں تک اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ قائم رہا۔ پوری دنیا میں اسلام اور اسلامیان عالم کے جاہ وجلال کے ڈنکے بجتے رہے اورعزم وشجاعت ، دیانت و امانت ،صداقت وحق پرستی کے ترانے دنیا میں بلند ہوتے رہے، لیکن ترکی کی خلافت عثمانیہ جو (تاریخ اسلامی میں آخری خلافت ثابت ہوئی) کے زوال کے بعد اسلام کا اجتماعی نظام درہم برہم ہوگیا اور پھر بڑی سے بڑی جدوجہد بھی اس کی اس دیرینہ روایت کو نہ لوٹا سکی جو دنیا بھر میں قیام قیامت تک آنے والی نسل آدم میں اس کے جاہ وجلال اور رعب ودبدبہ کی ضامن تھی۔

اسلامی فتوحات کے عہد زریں کی یادگار جو مملکتیں اور حکومتیں آج بھی ملت اسلامی کی متاع بے بہا اور گراں قدر میراث ہیں انہوں نے ہر چند کوشش کی کہ مسلم ممالک کا ایک ایسا موثر اور عالم گیر وآفاقی نظام تیار ہو، جسے خلافت الٰہیہ کا متبادل قرار دیا جاسکے تاہم اپنوں کی ریشہ دوانیوں ، فتنہ پر دازیوں اور بے گانوں کی سازشوں اور استعماری عزائم نے ملت واحدہ کی ان کوششوں کو کبھی بھی کامیاب نہیں ہونے دیا، جس کے نتیجے میں بیسویں صدی کے نصف سے اسلام دشمن طاقتوں نے اپنی سازشوں کو کامیاب ہوتے دیکھ کر مسلمانان عالم کے خلاف ایک نئی حد بندی کی کوشش شروع کردی اور اپنے روایتی اور اصولی بدترین اختلافات کے باوجود امت اسلامی کے خلاف صف آرا ہوگئیں اور انہوں نے بیسویں صدی کے اختتام تک اعلان کرڈالا کہ اکیسویں صدی ہماری ہے اور ہمارا ہی جاہ وجلال دنیا کو تسلیم کرنا ہوگا چنانچہ امریکہ جیسی صیہونی طاقت جو (دنیا بھر میں اپنی سپر یمیسی کے لئے سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھی) نے ایک سازش رچی جس کے تحت اپنے دفاعی مرکز پینٹا گن اور ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر منصوبہ بند طریقے پر حملے کرائے اور اپنے ہی گھر میں ایک بڑی تباہی مچا کر عالم اسلام کو تاراج کرڈالنے کا جواز دنیا بھر کے سامنے پیش کردیا اور ساری دنیا کو اپنے مکروہ اور ناپاک وروایتی مکروفریب سے اپنا ہم نوا بنانے اور دنیا بھر کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ہمدردی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا اور اس کے نتیجے میں اس نے عالم اسلام کی کئی حکومتوں کو اپنے جال

میں پھنسایا اور دنیا بھر کے عسکری تعاون سے اس نے دو آزاد اور خود مختار مسلم حکومتوں کو تاخت وتاراج کرڈالا اور عالم اسلام میں عدم استحکام کی وہ کیفیت پیدا کردی کہ ممکنہ کوشش کے باوجود عالم اسلام اس سے جانبر نہیں ہو پارہا ہے اور عالمگیر سطح پر اپنی صفوں میں کسی بھی اتحاد سے محروم ہے اور امریکہ اپنے حلیف اور دنیا بھر کے معاونوں کی مدد سے یہ سازش مسلسل کررہا ہے کہ عالم اسلام میں کوئی اجتماعی قیادت پھر سے پروان نہ چڑھ سکے اور دنیا بھر کی اسلامی حکومتوں کو وہاں کی مقامی حکمراں لابی سے متنفر کرکے حکومتوں کے تختے پلٹ دیئے جائیں۔ دنیا بھر میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جہاں امریکہ جیسے جارح ملک نے آزاد اور خودمختار حکومتوں کے معاملات میں زبردستی مداخلت کرکے وہاں کے نظام کو تہ وبالا کیا ہے۔ یہی کھیل اس کا آج بھی محبوب مشغلہ بن کر رہ گیا ہے۔

تاہم دنیا بھر میں اب امریکی اور یوروپی طلسم ٹوٹ رہا ہے اور دنیا بھر میں اب امریکی اور یوروپی جارحیت اور استعماریت پسندی کے چرچے بڑے پیمانے پر شروع ہوچکے ہیں اور دنیا نے اب ان کے شکنجوں اور جارحانہ عزائم سے بچنے کے لئے سوچنا شروع کرچکی ہے اور دنیائے اسلام میں بھی اپنی دو آزاد اور خودمختار حکومتوں اور حکمرانوں کے تکلیف دہ اور دردناک زوال کولیکر تشویش بڑھ چکی ہے، جبکہ اقوام عالم میں امریکہ اور مغربی طاقتوں کے خلاف بڑھتے غیض وغضب کو دنیا بھر میں ایک بڑے انقلاب کا پیش خیمہ تصور کیا جارہا ہے، اس لئے بھی کہ دنیا بھر میں امریکی اور مغربی طاقتوں کا یہ نظام یہودی آئیڈیا لوجی کا مرہون منت رہا ہے، جس کے تباہ کن مضمرات نے پوری دنیا کو زبردست کساد بازاری، مندی اور معاشی بحران میں مبتلا کردیا ہے، جس سے نکلنے کے لئے اب پوری دنیا محو اضطراب ہے اور اس کے متبادل اسلامی نظام پر غوروفکر شروع کرکے ایک نئی پناہ گاہ تلاش کررہی ہے اور اسلامی بینکنگ نظام کو دنیا اپنے لئے ایک نجات دہندہ نظام تصور کرکے اسے اپنا رہی ہے اور معاشی کساد بازاری کے تلاطم خیز سیلاب سے راہ نجات حاصل کررہی ہیں۔ اب یہ نظام صرف معاشی بحران تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ پینٹا گن اور ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے کے بعد جو بیداری عوام میں دیکھنے کو مل رہی ہے اس میں بڑے پیمانے پر مذہبی تبدیلی کا مشاہدہ ہورہا ہے اور لگتا ہے کہ اب امریکہ اور یوروپ کے بیدار مغز عوام نے اسلام کے چودہ سو سال پرانے اس دعوے کو بلا تردد قبول کرلیا ہے کہ وہی دنیا اور انسانیت کی آخری پناہ گاہ اور تمام مسائل ومصائب کی آخری راہ نجات ہے، جس کی وجہ سے تبدیلئ مذہب کا رجحان مسلسل زور پکڑرہا ہے اور اسلامی نظام زندگی کو دنیا بھر میں

اپنائے جانے کے آثار وقرائن ظاہر کئے جارہے ہیں، جس سے امریکہ سمیت مغربی طاقتوں کے حکمراں اور وہاں کی انتظامی مشنری بری طرح سے بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئی ہے۔

اکیسویں صدی میں ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ ہوچکا ہے اور یہ بشارت ہے پوری اسلامی طاقتوں کے لئے کہ وہ اسلام کی اس آفاقی حیثیت کو اجاگر کریں اور پوری انسانیت کو اس کے وسیع ترین دامن رحمت میں لائیں اور اپنے طرز فکر وعمل، نیز طرز معاشرت سے اسلامی بالادستی کا غلغلہ پھر سے بلند کریں اور پوری انسانیت کو ملت واحدہ کے وقیع تصور سے روشناس کراتے ہوئے آفاقیت کو اس کے فطری تصور سے ہمکنار کریں۔

عرب اسرائیل جنگ ۱۹۶۷ء کے بعد سقوط کابل وبغداد تک جو حوصلہ شکن ماحول پوری اسلامی دنیا پر طاری رہا، اس نے کبھی بھی یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ سقوط کابل وبغداد کے بعد دنیا بھر میں ہونے والی غیر متوقع اور اسلام پسند تبدیلیاں اس کے ردعمل میں اتنے بڑے پیمانے پر رونما ہوں گی! لیکن مشیت ایزدی نے دنیا بھر میں اسلام پسندی اور اسلام کی جانب راغب ہوجانے کا جورجحان عام کیا ہے وہ مسلمانان عالم پر ایک احسان عظیم ہے، جسے عالمی ملت اسلامی کی نشاۃ ثانیہ کا شاندار آغاز ہی تصور کیا جائے گا۔

اس پورے تناظر میں انقلاب اسلامی ایران کی بھی زبردست اہمیت ہے، جس نے ڈھائی ہزار سالہ جشن شہنشاہیت کے بعد ایران کو ایک ایسے تعمیری، مثبت اور غیر معمولی انقلاب سے روشناس کرایا، جس کی دہل پوری دنیا میں سنائی دے رہی ہے اور بانئ انقلاب اسلامی ایران علامہ آیت اللہ خمینیؒ جو اس وقت کی ایک منفرد اور عبقری شخصیت کے حامل تھے، انہوں نے انقلاب اسلامی ایران کے ساتھ پوری دنیا کو اتحاد اسلامی کے دیرینہ رشتوں کی پھر سے بحالی کی والہانہ دعوت دی اور امارت اسلامی کے طرز پر ایک نئے وفاقی طرز حکومت کی طرف توجہ دلائی اور پوری دنیا میں ایسا رابطہ گروپ تشکیل دینے کا منصوبہ پیش کیا جو اس وفاق کی نگرانی کرتا اور اس کے اعلیٰ انتظامی سربراہ کا کردار ادا کرتا لیکن امتداد زمانہ کے ساتھ دنیا بھر میں مغربی طاقتوں کی زیر قیادت اسلام دشمن سازشوں اور سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور وہ سارا منصوبہ اور مجوزہ رابطہ گروپ منصوبہ سبوتاژ ہوگیا، جس کے نتیجے میں دنیا کی موجودہ تباہ وبرباد صورت حال ہمارے سامنے ہے جو اپنے آپ میں ایک عبرت ناک حادثہ ہے اور جس سے ساری دنیا کو سبق لینا چاہئے، اسلامی طاقتوں کو اپنی روایتی قیادت کے ساتھ پوری

دنیا کی قیادت کی ذمہ داری قبول کرنی چاہئے اور اقوام متحدہ جیسے عالمی امن وسلامتی کے ضامن ادارے کی مجبوریوں پر قدغن لگا کر ایک ایسا آزاد اور خودمختار نظام دینا چاہئے جہاں وہ ہمارے مجوزہ رابطہ گروپ کے متوازی ادارے کی حیثیت سے دنیا بھر میں اپنی ذمہ داریوں کو نبھاسکے اور کسی بھی ناپسندیدہ مداخلت اور جارحیت سے آزاد ہو۔

☙♦❧